قصیدہ بحضور ختم المرسلین رحمۃٌ للعالمین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مولوی سید کلب احمد ماتی جائسی صاحب

گلوں نے نور کے تڑکے میں کی ہے جلوہ گری — مبارک اہل جنوں کو صلائے جامہ دری
سماں سحر کا ہے، کیسی سحر کہ صبح بہار — خزاں بھی ظلمتِ عالم کے ساتھ ہے سفری
طلوع مہر سلیماں کے تخت کی پرواز — سحر ہوئی کہ اُڑی قاف سے سفید پری
فلک پہ مہر جبینِ ملک پہ مُہرِ سجود — بیاضِ گردنِ حورا سفیدۂ سحری
یہ آفتاب کا ہے انعکاس پانی میں — کہ جوئبار میں سیمِ گداختہ ہے بھری
شعاعِ شمس نے چمکا دیا ہے عالم کو — یہ گل ہیں صفحۂ گلشن پہ یا نقوشِ زری
چمک ہے پھولوں میں یا باغ میں چراغاں ہے — کہ تارے چھٹکے ہیں بالائے چرخِ نیلوفری
کہ سبزہ رنگ حسیں کی جبیں پہ ہے افشاں — کہ ہے یہ زیورِ الماس پہنے سبز پری
مُسبّحانِ سمٰوات حمد کرتے ہیں — کہ طائرانِ ہوا محوِ نغمۂ سَحَری
خزاں کو آج ٹھکانا کہیں نہیں ملتا — ملا ہے بار گہہ گُل سے حکم در بدری
جدید قصرِ بہاری کی ہوتی ہے تعمیر — نئے حدود پہ بنیاد فصلِ گُل نے دھری
بنا قدیم جو ہوتی تو معتبر بھی نہ تھی — کہ یوں نصیب نہ ہوتی خزاں کو بے اثری
نیا محل جو اَساسِ کہن پہ بنوایا — حدیں بدل نہ سکی اس کی حکمتِ بشری
وہی بِنا، وہی وضعِ مکاں، وہی آثار — کہیں ہوا بھی تغیّر تو سطحی ونظری
بنے گا نقش پہ جو نقش وہ نیا تو نہیں — بفرض آپ نے رنگت بھی دوسری ہی بھری
مگر ہے نقشِ کہن اب بھی لوح پر باقی — کہ وہ نفوذ و سرایت سے ہوگیا جگری
یہی سبب ہے کہ بالکل نئی ہے طرحِ بہار — ہے پتّے پتّے میں اک تازگی کے ساتھ تری
نئی فضا میں سحر آج سانس لیتی ہے — کہ آسماں ہے سُو اخضر، زمین ہے سو ہری
بہار ہے جو مسلسل تو مستقل ہے جنوں — یہ چاکِ جیب ہوا بے نیازِ بخیہ گری
سپاٹ سطحِ زمیں پر یہ پھوٹ نکلے ہیں — نمو کے زور سے آثارِ شمسی و قمری
کہ بو ترابؑ کے شفاف صفحۂ دل پر — نقوشِ تربیتِ مصطفیٰؐ کی جلوہ گری
خوشا معلّمِ اُمّی لقب خوشا تلمیذ — مہے است آئینہ بردار مہر می نگری

علیؑ میں دیکھیے آثارِ فیضِ پیغمبرؐ　　ہو صاف لوح تو ہوتی ہے ایسی نقش گری
مِلا تصرّفِ قدرت کو جوہرِ قابل　　عقیق کو کہیں رنگیں کیا کہیں شجری
زہے شراب و زہے مے کش و زہے ساقی　　پسندِ ظرف میں اللہ ری دقّتِ نظری
عجب میئے عمل و علم تو نے اے مرسلؐ　　علیؑ کے شیشۂ پاکِ دماغ و دل میں بھری
وہیں غوامضِ توحید کو کیا مخزوں　　علیؑ کا سینہ جو پایا نجاستوں سے بری
خوشا وہ جس کو ملے تیرے سب فنون و حِکَم　　ہمہ علومِ لدنّی و طبعی و نظری
میں تیری شان کو کچھ تو قیاس کرلیتا　　اگر علیؑ کے مراتب سے ہوتی باخبری
مگر فضائلِ حیدرؑ کی حد نہیں ملتی،　　ہے مُرغِ وہم کو حاصل یہاں شکستہ پری
تری نبوتِ برحق یہیں سے ثابت ہے　　کہ تیرا پیرو و شاگرد ہے علیؑ جری
تو خود ہے مظہرِ توحید اے زہے تنزیہہ　　کہ شرکِ سایہ سے ہے قدِ پاک تیرا بری
نمود سایۂ قدِ نبیؐ کو ہو کیوں کر　　ہوا ہے وادیِ ایمن میں صرف جلوہ گری
خلافِ حوصلۂ دل جو رکھ دیا خامہ　　تو آئی غیب سے آواز اک اُمید بھری
غمِ زمانہ سے افسردہ دل ہے کیوں ماتیؔ　　سُن ایک مطلعِ نَو میں سُن ایک بات کھری

مطلع

دل شکستہ بھی جوڑے گی اس کی چارہ گری　　فلک پہ توڑ دیا جس نے گردۂ قمری
نبیؐ کی جنبشِ ابرو سے دن پھریں گے ترے　　وصی نے پھیرا تھا سورج بہ گردشِ نظری
علیؑ ہیں اور وہ منزل کہ عرش کو چھو لیں　　نقوشِ دوشِ پیمبرؐ نے کی ہے راہ بری
جن و بشر کو محمدؐ کی معرفت کیا ہو　　مَلک کو بھی نہیں حاصل بوصفِ دیدہ وری
علیؑ ہیں عارفِ ذاتِ رسولؐ یا وہ ہے　　دیا ہے جس نے اُسے منصبِ پیام بری
اِک التجا کروں اب سرورِ دوعالم سے　　اسی پہ کرتی ہے مجبور سوزشِ جگری
وہ عبدِ مذنب وعاصی ہے ماتیؔ بدبخت　　گناہ گِن نہ سکے جس کے قوتِ بشری
مگر گدا ہے ترے اہلِ بیت کے در کا　　جہاں نہیں ہے نصیبِ سوال بے ثمری
وہ در، وہ بابِ اجابت جہاں بہ فخرِ تمام　　ہیں جنّ وانس وملک بھیک مانگنے میں جری
جبیں ہٹے اگر اس آستانِ عالی سے　　تو کیا ملے گا بجز گم رہی و در بدری
تری نگاہِ کرم ضامنِ نجاتِ اَبد　　شفائے دردِ معاصی ہے تیری چارہ گری
بحقِ خونِ حسینؑ اے شفیعِ رُوزِ جزا!　　اشارہ کر کہ یہ مجرم عذاب سے ہو بَری